Al-Marjān Research Journal
Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
HJRS
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Authority of ʿUmūm al-Balwa: A Jurisprudential Study of the Causes, Conditions, and Limits of Mitigation in Islamic Legal Rulings

حجیتِ عمومِ بلویٰ: اسلامی فقہ میں تخفیفِ احکام کے اصولی اسباب، شرائط اور حدود کا تحقیقی جائزہ

Authors Details

1. **Dr. Saeed Ahmad** (Corresponding Author)
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan.
   Email: **mrsaeedahmadmufti1973@gmail.com**
2. **Dr. Muhammad Hamid Raza**
   Associate Professor, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan.

Citation

Ahmad, Saeed, & Muhammad Hamid Raza." The Authority of ʿUmūm al-Balwa: A Jurisprudential Study of the Causes, Conditions, and Limits of Mitigation in Islamic Legal Rulings."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 698−710.

Submission Timeline

Received: Feb 14, 2025
Revised: Mar 04, 2025
Accepted: Mar 13, 2025
Published Online: April 15, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The Authority of ʿUmūm al-Balwa: A Jurisprudential Study of the Causes, Conditions, and Limits of Mitigation in Islamic Legal Rulings

حجیتِ عمومِ بلویٰ: اسلامی فقہ میں تخفیفِ احکام کے اصولی اسباب، شرائط اور حدود کا تحقیقی جائزہ

☆ سعید احمد ☆ ڈاکٹر محمد حامد رضا

Abstract

The concept of Hujjat-e-Umum-e-Balwa (the authority of general necessity) is a pivotal principle in Islamic jurisprudence, addressing the mitigation of legal rulings in response to widespread societal needs or hardships. This principle allows for flexibility in applying Islamic law when strict adherence to a prohibition or ruling causes undue difficulty or distress to the Muslim community, contrary to the Sharia's objectives of ease and removal of hardship. This article explores the foundational basis of Umum-e-Balwa as a cause for leniency in rulings, its conditions for validity, and its scope and limitations. Drawing from Qur'anic verses, prophetic traditions, and scholarly works, it examines how jurists assess general necessity to ensure rulings remain practical and aligned with the Sharia's eternal applicability. The study highlights key concepts such as ease in religion, avoidance of excessive hardship, and the adaptability of Islamic law to changing societal contexts through ijtihad. It also delineates the conditions under which Umum-e-Balwa can be invoked, emphasizing the role of qualified jurists in determining its applicability. By analyzing classical and contemporary juristic perspectives, the article underscores the balance between maintaining Sharia's sanctity and accommodating human needs, ensuring its relevance across time and circumstances.

Keywords: Hujjat-e-Umum-e-Balwa, Islamic Jurisprudence, General Necessity, Mitigation of Rulings, Ijtihad, Sharia Adaptability.

تعارف موضوع

شریعت اسلامیہ ایک عالمگیر اور ابدی ضابطہ حیات ہے جو قیامت تک انسانیت کے لیے قابل عمل رہنما اصول فراہم کرتی ہے۔ فقہ اسلامی اس شریعت کے تحت معاشرتی تبدیلیوں اور نت نئے مسائل کے حل کی ضمانت دیتا ہے۔ نئے مسائل کے حل کی تلاش ہو یا قدیم احکام کی تحلیل و تجزیہ، احکام میں تبدیلی یا تخفیف کے اسباب کا جائزہ لینا ناگزیر ہے۔ ان اسباب میں سے ایک اہم سبب "عموم بلویٰ" ہے، جو عمومی ضرورت یا ایسی صورت حال کو ظاہر کرتا ہے جہاں پہلے سے موجود شرعی حکم یا نئے مسائل کے عمومی قواعد پر عملدرآمد مکلفین کے لیے غیر معمولی مشقت یا حرج کا باعث بنے۔ یہ مشقت شریعت کے مقاصد (یسر و سہولت اور نفی حرج) کے منافی ہے۔ عموم بلویٰ کی بنیاد پر حکم میں تخفیف کو "حجیت عموم بلویٰ" کہا جاتا ہے۔ زیر نظر مضمون کا مقصد اس حجیت کے شرعی دلائل، اس کے معتبر ہونے کی شرائط، دائرہ کار اور حدود کو واضح کرنا ہے۔ یہ مضمون قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور فقہی آراء کی روشنی میں عموم بلویٰ کے تصور کو اجاگر کرتا ہے تاکہ اس کے شرعی جواز اور عملی اطلاق کو سمجھا جاسکے۔

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

مبحث اوّل: حجیت عموم بلویٰ

حجیت عموم بلویٰ سے مراد ہے: عموم بلویٰ یعنی ابتلاء عام کا موجب تخفیف ہونا جس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی غیر منصوص ممنوع و مکروہ کام میں مسلم سماج کا ایسا ابتلاء کہ وہ ناگزیر ضرورت بن جائے اور اس سے بچنا اتنا مشکل ہو جائے کہ بچنا چاہتے ہوئے بھی نہ بچا جا سکے یا بچنا ایسی مشقت اور ضرر و اضطراب کے ساتھ ہو جس میں مبتلا کرنا شریعت اسلامیہ کا منشا نہیں ہو سکتا تو ایسی مشقت والے ممنوع و مکروہ کام میں "عمومِ بلویٰ" کی بنیاد پر حکم میں تخفیف پیدا ہونا ایک شرعی تقاضا ہو گا جس کا فیصلہ ہر دور میں اس وقت کے مجتہدین کریں گے۔

عموم بلویٰ کے اسباب تخفیف حکم میں سے ہونے میں جن بنیادی تصورات و نظریات کا دخل ہے، وہ درج زیل ہیں:

* دین و شریعت میں یسر و سہولت کا مطلوب ہونا۔
* نفی حرج یعنی شرعی احکام میں غیر معمولی تنگی و مشقت کا نہ ہونا۔
* دین اسلام و شریعت اسلامیہ کا قیامت تک کے لئے ایک قابل عمل و لائق تنفیذ نظام حیات ہونا۔
* دین اسلام و شریعت اسلامیہ کا ہر دور کے تقاضوں کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت رکھنا۔
* نت نئے مسائل کے حل کے لئے اجتہاد کا دروازہ کھلا ہونا۔
* زمانہ یا عرف وعادت بدلنے سے احکام میں تبدیلی کی گنجائش اور لچک کا موجود ہونا۔
* امت مسلمہ میں نت نئے مسائل کے حل کرنے کی صلاحیت رکھنے والے اہل علم و ارباب اجتہاد کا ہر دور میں میسر آنا۔

حجیت عموم بلویٰ کی بحث میں ویسے تو ان تمام نکات پر مدلل بحث ہونا خروج عن المبحث نہیں ہو گا لیکن ان میں سے ایسے نکات جو تقریباًبدیہی ہیں یا حجیت عموم بلویٰ سے براہ راست اور قریبی تعلق رکھنے والے نہیں، ان پر بحث کی بجائے صرف ان نکات پر قدرے تفصیلی بحث پیش نظر ہے جو عنوان سے براہ راست یا قریبی تعلق رکھتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

* شریعتِ اسلامیہ میں یسر و سہولت کا اور نفی حرج و دفع حرج کا مطلوب ہونا۔
* زمانہ، سماج اور عرف وعادات کے فرق یا تبدیلی سے احکام میں فرق یا تبدیلی کی گنجائش ہونا۔
* عمومِ بلویٰ یا ابتلاء عام کا موجب تخفیف حکم ہونا۔

شریعت اسلامیہ میں یسر وسہولت اور نفی حرج

دین اسلام کے دائمی اور آفاقی دین ہونے کا لازمی تقاضا ہے کہ اس میں مکلفین یعنی پیروکاروں کے لئے ناقابلِ تحمل تنگی و مشقت نہ ہو بلکہ یسر و سہولت کا پہلو نمایاں ہو اور وہ اس پہلو سے دیگر مذاہب و ملل کے مقابلے میں اپنے اندر کشش رکھتا ہو چنانچہ شریعت اسلامیہ میں ایسے یسر اور نفی حرج کا اعلان ہر دو شارع یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اور پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا ہے۔

نفی حرج و حجیت عموم بلویٰ کے قرآنی دلائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔(1)

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تنگی و مشکل کا ارادہ نہیں رکھتا۔"

1 Al-Baqara, 2:185.

یہ ارشادِ الٰہی اگرچہ ایک خاص رخصت کے بیان کے ضمن میں ہے یعنی رمضان کے روزوں کی فرضیت بتاتے ہوئے مریض ومسافر کے لئے بشرط قضاروزہ چھوڑنے کی رخصت بیان کرنے کے ضمن میں ہے لیکن تفسیری اصول:

"العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص المورد"

اعتبار لفظ کے عموم کا ہے، مقام ورود کی خصوصیت کا نہیں۔

کے تحت آیت کے اس جملے سے شریعت الٰہیہ اسلامیہ کے عمومی مزاج کی تشکیل معلوم ہوتی ہے، شریعت اسلامیہ کی صورت میں نازل کردہ تشریع الٰہی میں خالق کا ارادہ اپنی مخلوق کے ساتھ یسر وسہولت کا ہے نہ کہ عسر ومشقت کا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔(2)

"اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کرے جب کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

ازدواجی ومعاشرتی احکام اور ان میں رخصت وتخفیف کے پہلو ذکر کرنے کے بعد یہ ارشاد الٰہی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ خالق انسان اپنی مخلوق کی فطرت وجبلت میں رکھے گئے ضعف کے تناظر میں اس کے لئے وضع کردہ نظام واحکام میں تشدید کی بجائے تخفیف کے درپے ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا(3)

"اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔"

شانِ نزول کے مطابق جب گذشتہ آیت نازل ہوئی:

وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ۔

"تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔"

توصحابہ کرامؓ پر یہ مضمون اپنے وسیع مفہوم کے تناظر میں شاق گذار کہ گویا غیر اختیاری خیالات پر بھی محاسبہ ومؤاخذہ ہے۔

صحابہ کرام نے اپنے احساسات کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہونے سے پہلے تو آپ ﷺ نے انہیں بہرحال سمع وطاعت کا حکم دیا، چنانچہ صحابہ نے "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کہا اور سر تسلیم خم کر دیا جس پر ان کی تعریف کی گئی ہے، کچھ وقفے سے پیش نظر آیت کے اس جملے کے ذریعے سابقہ آیت کے اضطراب کا باعث بننے والے جملے کا محمل ومصداق واضح کرتے ہوئے فرمادیا گیا کہ مکلفین کی وسعت واستطاعت سے زیادہ کا مکلف بنانا منشاء الٰہی نہیں جس کا لازمی تقاضا یہ بنتا ہے کہ دل کے غیر اختیاری خیالات دوساوس دائرہ محاسبہ ومؤاخذہ میں نہیں آتے؛ لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

یہ فرمان الٰہی اپنے الفاظ کے اطلاق اور معنی کی وسعت وآفاقیت کے ساتھ شرع الٰہی کے اساسی اصول کا ترجمان ہے جس سے پوری شریعت میں ایسی مشقت کی نفی نمایاں طور پر مفہوم ہے جو بشری ہمت ووسعت سے باہر ہو۔

---

2 Al-Nisā', 4:28.

3 Baqara

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ(4)

"اور اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔"

آیت گرامی اس بات میں صریح ہے کہ دین کے احکام میں حرج اور تنگی نہیں؛ لہٰذا کسی بھی زمانے کے مجتہد فیہ مسائل میں کسی حکم کے لگنے سے تنگی کا سامنا ہو گا تو اسے حکم میں تخفیف کر کے ختم کیا جائے گا اور اس کی جگہ یسر و سہولت کا پہلو اختیار کیا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىِٕكُمْؕ-هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّؕ-عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْۚ-فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۪-وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (5)

"تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ ازدواجی تعلق کو حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہار الباس ہے اور تم ان کا لباس ہو، اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے تو اللہ نے تم پر رجوع کیا، چنانچہ اب بیویوں سے مباشرت کر سکتے ہو اور اللہ نے جو اولاد تمہارے لئے لکھی ہو۔ اسے حاصل کر سکتے ہو اور کھا، پی سکتے ہو۔ یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے نمایاں ہو جائے یعنی فجر طلوع ہو جائے۔"

اس آیت میں بیان کردہ حکم کی تبدیلی عمومِ بلویٰ کے باعث تخفیف ہونے کی واضح دلیل ہے کہ جب رات کو نیند آنے کے بعد روزہ شروع ہو جانے کا حکم تھا تو صحابہ کرام کی طرف سے جانے انجانے میں رات میں بیویوں سے مباشرت کی صورت میں اس حکم کے خلاف ورزی سامنے آئی جس سے اس حکم میں حرج اور عمومِ بلویٰ کی نشاندہی ہوئی؛ چنانچہ حکم میں تخفیف کرتے ہوئے روزے کی ابتداء رات کو سونے کی بجائے صبح صادق کے طلوع سے وابستہ کر دی گئی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِؕ-اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِۚ-وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ(65)اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًاؕ-فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِۚ-وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (6)

"اے نبی ﷺ! مومنوں کو جنگ پر ابھاریے، اگر تمہارے بیس آدمی ایسے ہوں گے جو ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تمہارے سو آدمی ہوں گے تو وہ کافروں کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے، کیوں کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ لو اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کے علم میں ہے کہ تمہارے اندر کچھ کمزوری ہے لہٰذا (اب حکم یہ ہے کہ) اگر تمہارے ثابت قدم رہنے والے سو آدمی ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور تمہارے ایک ہزار آدمی ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آجائیں گے اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔"

4 Al-Mā'ida, 5:2.
5 Al-Baqara, 2:187.
6 Al-Anfāl, 8:65–66.

ان آیات کی روشنی میں پہلے حکم یہ تھا کہ اگر مسلمانوں اور دشمنوں کے درمیان تناسب اور ریشو ایک دس کی ہو یعنی ایک مسلمان کے مقابلے پر دس کافر ہوں تو بھی ثابت قدم رہنا ضروری ہے اور پسپائی کی اجازت نہیں۔ بعد میں اس حکم میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف نازل فرمائی اور فرمایا کہ تمہارے اندر ضعف کو محسوس کرتے اور اس حکم میں (عمومِ بلویٰ درجے کی) تنگی اور دشواری دیکھتے ہوئے تخفیف کی جارہی ہے؛ چنانچہ اب اگر ایک دو کی ریشو ہو، یعنی ایک مسلمان کے مقابلے میں دو کافر ہوں تو ثابت قدمی ضروری ہے اور اگر اس سے زائد ریشو بن رہی ہو تو پسپائی کی اجازت ہو گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (7)

"اور وہ لوگ جو روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں، ان کے ذمے فدیہ یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔"

آیت گرامی میں "يُطِيْقُوْنَ"، "اطاقة" مصدر سے فعل مضارع ہے اور باب افعال کی ایک خاصیت "سلب ماخذ" ہے جس کے مطابق یہاں "يُطِيْقُوْنَ" کا معنی بنے گا کہ وہ لوگ جو طاقت نہیں رکھتے۔

چنانچہ ایک قول کے مطابق اس جملے کے ذریعے روزہ کی طاقت نہ رکھنے والے شیخ فانی کو روزے کی جگہ فدیے کی اجازت دی جارہی ہے اور اس رخصت کا مدار مشقت اور عمومِ بلویٰ پر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (8)

"اگر وہ مطلقہ عورتیں تمہارے لئے دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو۔"

آیت گرامی میں طلاق یافتہ عورت کے دوران عدت بچے کو دودھ پلانے پر اجرت دینے کا حکم دیا جارہا ہے، دودھ پلانا ایک خدمت ہے اور ایسی خدمت میں منافع کا حصول شیئاً فشیئاً یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے ہوتا ہے اور قیاس کے مطابق ہر لحہ کی منفعت کے وجود میں آنے پر اس کا معاوضہ ہونا چاہیے لیکن ہر ہر لحہ کا الگ حساب و کتاب رکھنے میں عمومِ بلویٰ درجے کی مشقت ہے؛ لہٰذا آیت کے عموم کے تحت داخل پیشگی، ہفتہ وار یا ماہانہ بنیادوں پر اجرت رضاعت کے اس اجارے کو جائز رکھا گیا ہے۔

اجارہ منافع کی بیع کا نفسِ جواز "عمومِ بلویٰ" کی بنیاد پر ہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِؕ۔(9)

"اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو جب کہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ حد سے تجاوز کرنا ہو، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

آیت گرامی انتہائی حرج و مشقت کے موقع پر حکم میں تخفیف یہاں تک کہ حرام چیز کو جان بچانے کے لئے استعمال کرنے کا جواز اور "رفع اثم" یعنی گناہ کا اٹھ جانا بتانے میں صریح ہے۔ اسی حرج و مشقت میں ابتلاء عام "عمومِ بلویٰ" کہلاتا ہے چنانچہ عمومِ بلویٰ کا موجب تخفیف ہونا بھی اس آیت کے اشارۃ النص سے ثابت ہوتا ہے۔

[7] Al-Baqara, 2:186.
[8] Al-Ṭalāq, 65:6.
[9] Al-Baqara, 2:173.

حجیت عموم بلویٰ احادیث کی روشنی میں

کبشہ بن کعب بن مالکؓ کہتی ہیں جبکہ وہ ابو قتادہ کے بیٹے کی نکاح میں تھیں کہ ابو قتادہؓ میرے پاس آئے تو میں نے ان کے لئے وضو کا پانی رکھا، اتنے میں بلی آئی اور پانی پینے لگی، ابو قتادہؓ نے برتن اس لئے جھکا دیا تا کہ وہ پانی پی لے۔ کبشہ کہتی ہیں ابو قتادہؓ نے مجھے دیکھ لیا کہ میں تعجب بھری نگاہ سے ان کو دیکھ رہی ہوں تو کہنے لگے: اے میری بھتیجی! کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إنما هي من الطوافين عليكم و الطوافات۔ (10)

"یہ بلی ناپاک نہیں، یہ تو تم پر کثرت سے چکر لگانے والوں اور والیوں میں سے ہیں۔"

بلی کے درندہ صفت ہونے کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کا جھوٹا ناپاک ہو لیکن رسول اللہ ﷺ خلاف ضابطہ اس کے جھوٹے کو پاک اس لئے قرار دے رہے ہیں کہ اس کا گھروں میں آنا جانا کثرت سے ہے اور اس کے جھوٹے کو ناپاک قرار دینے میں حرج ہے اور حرج بھی عموم بلویٰ درجے کا، یہ حدیث حجیت عمومِ بلویٰ کے تخفیف حکم کے اسباب میں ہونے کی نمایاں دلیل ہے۔

حمزہ بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب بھی کر دیتے تھے صحابہ کرامؓ اس پر پانی نہیں بہاتے یا چھڑکتے تھے۔ (11)

کتوں کے پیشاب کرنے سے زمین کا ناپاک ہونا تو ایک واضح بات ہے لیکن زمین کی پاکی کے لئے اس کے خشک ہو جانے کو کافی قرار دیا گیا اور پانی بہانے یا چھڑکنے کو لازمی نہیں رکھا گیا، اس لئے کہ کتوں کے کثرت سے آنے جانے کی وجہ سے ہر مرتبہ زمین کو دھونے کو لازمی کرنے میں حرج اور عمومِ بلویٰ کا سامنا تھا۔

حضرت عمرؓ "مجنہ" کے حوض پر گزرے تو کہا: مجھے اس میں سے پانی پلاؤ۔ لوگوں نے کہا: اس حوض پر تو درندوں، کتوں اور گدھوں کا آنا جانا ہے تو آپؓ نے فرمایا: ان کے لئے وہ ہے جو انہوں نے اپنے پیٹوں میں اٹھا لیا اور جو باقی رہ گیا وہ ہمارے لئے پاکی حاصل کرنے کا اور پینے کا ذریعہ ہے۔ (12) درندوں اور کتوں کے اس حوض میں سے پانی پینے کے نتیجے میں پانی کا ناپاک ہونا ایک نمایاں امر ہے لیکن حضرت عمرؓ نے یہ کہ کر حوض کی پاکی کا حکم لگایا کہ اس میں عمومِ بلویٰ درجے کی مشقت و حرج ہے۔

حضرت سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میرا دامن طویل ہے اور گندی جگہ میں بھی چلنا پڑتا ہے جس سے دامن ملوث ہو جاتا ہے تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد کی صاف جگہ اس کو پاک کر دے گی۔ کپڑا اگر ناپاک ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا اصل طریقہ تو اسے پانی سے دھونا ہے لیکن عمومِ بلویٰ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ دامن ناپاک ہو جانے کے بعد اس پر صاف زمین کی مٹی لگنے سے پاک ہونے کا حکم لگا رہے ہیں۔

امام حسن بصری کہتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں مسلمان جہادی زندگی میں اپنے زخموں کے ساتھ نماز پڑھتے رہے ہیں یعنی زخموں سے خون جاری ہونے کے باوجود نماز پڑھ لیتے تھے، گویا عمومِ بلویٰ کی وجہ سے زخموں سے نکلنے والے خون کو ناقض وضو نہیں سمجھا گیا۔

---

10 Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā, Imām, *Al-Sunan*, Kitāb al-Ṭahāra, Bāb mā jāʾa fī Suʾr al-Hirra (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, n.d.), Ḥadīth No: 92.

11 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Imām, *Al-Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ*, Kitāb al-Wuḍūʾ (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, n.d.), Ḥadīth No: 174.

12 Ibn Abī Shayba, *Al-Muṣannaf*, Kitāb al-Ṭahāra, Bāb man qāla al-Māʾ Ṭahūr lā yunjisuhu shayʾ (n.p.: n.p., n.d.), Ḥadīth No: 1516.

مبحث دوم: عمومِ بلویٰ کے اعتبار کی شرائط وحدود

عمومِ بلویٰ چونکہ شرعی احکام کے بنیادی اصول میں سے نہیں بلکہ طواری یعنی احکام میں تبدیلی کے لئے اثر انداز ہونے والے عوارض میں سے ہے، لہٰذا اس کی اثر پذیری کو محدود رکھنے اور احکام شرعیہ کو ایسے عوارض کے بہانے کھلواڑ بنانے سے بچاؤ کے لئے فقہاء واصولیین نے عمومِ بلویٰ کے اعتبار کے لئے کچھ شرائط وحدود مقرر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

عموم بلویٰ کسی نص قطعی کے معارض نہ ہو

جن مسائل میں قرآن کی کوئی آیت یا حدیث نبوی متواتر ومشہور موجود ہوگی، وہاں عموم بلویٰ کے سہارے اجتہاد کرتے ہوئے حکم میں تبدیلی کی گنجائش نہ ہوگی مثلاً شراب نوشی کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، اب اگر کسی ملک یا پوری دنیا کے اکثر لوگ اس میں مبتلا ہو جائیں تو بھی اس کی حرمت میں تخفیف نہیں ہوسکتی، اسی طرح سود خوری کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، اب ساری دنیا بھی سود خوری میں مبتلا ہو جائے تو اس کی حرمت میں فرق نہ آئے گا۔

البتہ اگر عمومِ بلویٰ کسی نص ظنی یعنی خبر الواحد کے معارض ہو تو وہاں عمومِ بلویٰ کے اعتبار وعدم اعتبار میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اور دو متضاد اقوال سامنے آتے ہیں:

عمومِ بلویٰ کا اعتبار نہیں بلکہ نص ظنی (خبر الواحد) مقدم ہوگی

اس کے قائلین میں شامل ہیں: ائمہ حنفیہ میں سے امام ابو حنیفہ وامام محمد، مشائخ حنفیہ میں سے امام سرخسی وابن نجیم وغیرہ، مالکیہ جیسا کہ امام زرکشی ن نقل کیاہے۔ امام سرخسی فرماتے ہیں:

وانما تعتبر البلوىٰ فيما ليس فيه نص بخلافه فا ما مع وجود النص فلا معتبر به(13)

"بلویٰ کا اعتبار اس صورت میں کیا جاتا ہے کہ اس کے خلاف نص نہ ہو، نص کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔"

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

المشقة والحرج انما يعتبر ان فی موضع لا نص فيه و اما مع النص بخلافه فلا(14)

"یعنی مشقت و حرج کا اعتبار صرف ایسی جگہ کیا جاتا ہے، جہاں نص نہ ہو، رہا اس کے خلاف نص کے ہمراہ تو کوئی اعتبار نہیں۔"

عمومِ بلویٰ کا اعتبار ہوگا اور نص ظنی (خبر الواحد) کو چھوڑ دیا جائے گا

اس کے قائلین میں سے ہیں: ائمہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف مشائخ حنفیہ میں سے عطاء ابن ابی رباح، امام زیلعی، شافعیہ میں سے ابن بی لیلیٰ۔ چنانچہ علامہ ابن الہمام لکھتے ہیں:

وما قيل ان البلوىٰ لا تعتبر فی موضع النص عنده كبول الانسان ممنوع بل تعتبر اذا تحققت بالنص النافی للحرج و ہو ليس معارضة النص بالرای۔(15)

---

13 Al-Sarakhsī, Shams al-Dīn Abū Bakr Muḥammad, Imām, *Al-Mabsūṭ* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2001 CE).

14 Al-Ḥamūdī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Ghamz ʻUyūn al-Baṣā'ir* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1st ed., 1985 CE), under al-Qāʻida al-Rābiʻa: Al-Mashqqa Tajlib al-Taysīr, 271.

"اور یہ جو کہا گیا ہے کہ بلویٰ کا موضع نص میں ان (امام محمد) کے ہاں اعتبار نہیں (جیسے بول انسان) نا قابل قبول ہے بلکہ (نص ہوتے ہوئے) بھی عموم بلویٰ کا اعتبار کیا جائے گا۔ جب کہ متحقق ہو اس نص کی وجہ سے جو حرج کی نفی کرتی ہے اور یہ رائے کی وجہ سے نص کا معارضہ نہیں ہو گا۔"

بعض اہل علم دونوں متعارض اقوال کے درمیان تطبیق اور اعتدال کا رستہ اختیار کیا ہے کہ نص ظنی (خبر الواحد) ہوتے ہوئے عمومِ بلویٰ کا اعتبار اس معنی میں تو درست نہیں کہ نص کو مطلقاً چھوڑ دیا جائے البتہ عمومِ بلویٰ کی وجہ سے نص کی تخصیص کی جاسکتی ہے یعنی ایسا ممکن ہے کہ منصوص ممنوع چیز میں تو عموم بلویٰ کی وجہ سے حکم تبدیل نہ کیا جائے، البتہ اس سے ملتی جلتی چیزوں اور صورتوں میں منصوص حکم متعدی نہ کیا جائے بلکہ حکم کو موردِ نص تک محدود رکھتے ہوئے اس سے ملتی جلتی چیزوں اور صورتوں کی طرف منصوص حکم متعدی نہ کیا جائے بلکہ حکم کو موردِ نص تک محدود رکھتے ہوئے غیر منصوص صورتوں میں عموم بلویٰ کی وجہ سے تخفیف کرتے ہوئے جواز کا حکم لگایا جائے جیسا کہ مشائخ بلخ نے "قفیز طحان" کو موردِ نص تک محدود رکھے ہوئے اس سے ملتی جلتی صورتوں میں تعامل کی بناپر جواز کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

لو دفع الیٰ حائک غزلا لینسبحه بالثلث فمشائخ بلخ کنصیر ابن یحییٰ و محمد ابن سلمة وغیر ہما کانو یجیزون ہذه الاجارة فی الثیاب لتعامل اہل بلدھم فی الثیاب والتعامل حجة یترک به القیاس ویخص به الاثر و تجوز ہذه الاجارة فی الثیاب للتعامل بمعنیٰ تخصیص النص الذی ورد فی قفیز الطحان لان النص ورد فی قفیز الاطحان لا فی الحائک الا ان الحائک نظیره فیکون واردا فیه دلالة فمتیٰ ترکنا العمل بدلالة ہذا النص فی الحائک علمنا بالنص فی قفیز الطحان کان تخصیصاً لا ترکاً اصلاً و تخصیص النص بالتعامل جائز۔(16)

"یہی ہر دو اقوال کے مابین تطبیق والی رائے وزنی معلوم ہوتی ہے کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے تخفیف بھی ہو جائے اور نص ظنی سے ثابت شدہ حکم بھی بر قرار رہے اور ان دونوں باتوں کی رعایت ایسے ہی ممکن ہے کہ نص سے ثابت شدہ حکم کو مورد نص تک محدود رکھا جائے اور دیگر مظان و مواقع میں عمومِ بلویٰ کی رعایت کر لی جائے۔"

اگر عمومِ بلویٰ اور قول صحابی میں تعارض ہو جائے تو عمومِ بلویٰ کو ترجیح ہو گی، صاحب فواتح الرحموت لکھتے ہیں:

واما فیما عم البلویٰ به وورد قول الصحابی مخالفا لعمل المبتلین لا یحب الاخذ به بالا تفاق ۔ (17)

"ایسے مسائل جن میں عموم بلویٰ ہو اور صحابی کا قول مبتلا ہونے والوں کے عمل کے خلاف ہو تو ایسی صورت بالا تفریق اس پر عمل کروانا واجب نہیں۔"

دوسری شرط یہ ہے کہ عمومِ بلویٰ بالفعل موجود ہو، بالقوۃ اور موہوم نہ ہو

یعنی ایسا نہ ہو کہ آئندہ عمومِ بلویٰ پیدا ہو جانے کا امکان ہے، لہٰذا پہلے سے حکم میں تخفیف کر لی جائے۔ یہ شرط معقول و مفہوم اس لئے ہے کہ عمومِ بلویٰ اصول میں سے نہیں بلکہ طواری میں سے ہے یعنی ثابت شدہ حکم میں تخفیف کے لئے مؤثر ہو گا۔

---

15 Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ʻAbd al-Wāḥid, *Fatḥ al-Qadīr* (Bayrūt: Dār al-Fikr, n.d.), 189.
16 Ibn ʻĀbidīn, al-Shāmī, *Sharḥ ʻUqūd Rasm al-Muftī* (Karāchī: Maktaba al-Bushrā, n.d.), 14.
17 Al-Sahālawī, Muḥammad ibn Nizām al-Dīn, ʻAllāma, *Fawātiḥ al-Raḥmūt bi-Sharḥ Muslim al-Thubūt* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, n.d.), 2:232.

اس کی مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کچھ طبقات کی طرف سے اہل علم وفتویٰ سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ڈیجیٹل / کرپٹو / ورچوئل کرنسی دنیا میں رائج ہونے جا رہی ہے، دنیا اسی طرف آ رہی ہے، عمومِ بلویٰ ہو جائے گا لہٰذا اس میں پائی جانے والی شرعی قباحتوں (اس کے پیچھے اتھارٹی کی ضمانت نہ ہونا، حسی وجود نہ رکھنا وغیرہ) کے باوجود متوقع عمومِ بلویٰ کے پیش نظر اس کے جواز کا حکم لگایا جائے جیسا کہ کاغذی نوٹوں پر زر حقیقی نہ ہونے کے باوجود عرفی و قانونی وغیرہ قرار دے کر جواز استعمال کا فتویٰ دیا گیا۔

حاصل یہ کہ معروضی حالات میں ڈیجیٹل کرنسی میں عمومِ بلویٰ موہوم ہے بالفعل موجود نہیں۔

عمومِ بلویٰ کے بہانے تتبع رخص مقصود نہ ہو

یعنی عمومِ بلوی کو سہل انگاری اور کسل مندی کا سہارا نہ بنایا لیا جائے مثلاً برسات میں نماز باجماعت میں شرکت کے لئے مسجد جانے میں ایک عمومی مشقت و حرج ہے؛ لہٰذا اسے ترک جماعت کے اعذار میں شمار کیا گیا ہے لیکن ایک ایسا شخص جو مسجد کے احاطے میں یا مسجد کے پڑوس میں رہائش پذیر ہے یا اس کے مقام سے مسجد تک کا رستہ مسقف ہے تو اسے عمومی بلویٰ سے حاصل شدہ رخصت ترکِ جماعت کو اپنی سستی و کسل مندی کا سہارا بنا کر جماعت ترک کرنے کا حق نہ ہو گا۔

اسی کی دوسری تعبیر یہ ہو سکتی ہے کہ عمومِ بلویٰ متعلقہ چیز یا عمل کی طبیعت وشان سے پیدا ہو، مکلف کے تساہل کا نتیجہ نہ ہو۔

کسی معصیت میں ابتلاء عام (عمومِ بلویٰ) اس حکم میں تخفیف کا باعث نہ ہو گا

قاعدہ فقہیہ ہے:

الرخصة لا تناط بالمعاصی۔(18)

"رخصتیں گناہوں کے ساتھ نتھی نہیں کی جا سکتیں۔"

اور دوسری تعبیر ہے:

الرخصة نعمة فلا تنال بالمعصية۔(19)

"رخصت ایک نعمت ہے؛ لہٰذا اس کو معصیت کے ساتھ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔"

فروعی مسائل میں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اگر کسی محرم (حج یا عمرہ کا احرام باندھے شخص) نے موزہ پہن رکھا ہے تو چونکہ حالت احرام میں اس کا موزہ پہننا، احرام کے خلاف جنایت اور معصیت ہے لہٰذا وہ موزوں پر مسح والی رخصت وسہولت کا اہل نہیں ہو گا۔(20)

اسی طرح زحیلی لکھتے ہیں:

> معصیت کے ارادہ سے سفر کرنے والا، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ کے مشہور قول کے مطابق سفر کی شرعی رخصتوں کا اہل نہیں ہو گا، چنانچہ ڈاکہ ڈالنے، کسی کو قتل کرنے وغیرہ کے ارادے سے سفر کرنے والا قصر وغیرہ رخصتوں کا اہل نہیں ہو گا۔(21)

18 Al-Subkī, Tāj al-Dīn ʻAbd al-Wahhāb, *Al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1991 CE), 1:154.
19 Al-Subkī, Tāj al-Dīn ʻAbd al-Wahhāb, *Al-Ashbāh wa al-Naẓā'ir*, 1:154.
20 Ibn Amīr al-Ḥājj, *Al-Taqrīr wa al-Taḥrīr* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1996 CE), 2:271.
21 Al-Zuḥaylī, Wahba, Dr., *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu* (Dimashq: Dār al-Fikr, n.d.), 4:158.

عمومِ بلویٰ کے نتیجے میں حاصل شدہ رخصت و تخفیف عمومِ بلویٰ قائم رہنے تک محدود ہو گی اور عمومِ بلویٰ کے زوال سے حکم تخفیف بھی ختم تصور ہو گا

معروف قاعدہ فقہیہ ہے:

ما جاز لعذر بطل بزواله۔

"جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز و ثابت ہو وہ اس عذر کے زائل ہونے تک باطل ہو جاتی ہے۔"

اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ منہ ڈھک کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

یکره اشتمال الصماء والاعتجارو التلثّم کل عمل قلیل بلا عذر (قوله والتلثم) وہو تغطیه الانف والفم فی الصلاۃ لا نه یشبه فعل المجوس حال عبادتهم النیران زیلعی، ونقل عن ابی السعود انہا تحریمیة ۔(22)

"لیکن علماء کے فتویٰ کے مطابق کرونا کے دنوں میں عمومِ بلویٰ کے سبب ماسک لگا کر نماز پڑھنے کی اجازت تھی، اب جب کہ کرونا ختم ہو گیا تو اب ماسک لگا کر نماز پڑھنا عمومِ بلویٰ کے بہانے درست نہ ہو گا اور غیر معذور کے لئے منہ ڈھکنے کی کراہت تحریمیہ بدستور ثابت ہو گی۔"

عمومِ بلویٰ کے تحقق کے بارے فیصلہ عوام کے دائرہ اختیار میں نہ ہو گا، بلکہ اہل علم وفتویٰ کی اجتماعی رائے پر موقوف ہو گا

قرآن حکیم میں ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔(23)

"اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اپنے میں سے اولوا الامر کی۔"

آیت کی تفسیر میں دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ انتظامی امور میں اولوا الامر اربابِ اقتدار و اختیار ہیں اور شرعی امور میں اولی الامر اہل علم ہیں، عمومِ بلویٰ کی بنیاد پر کسی حکم میں تخفیف ایک شرعی امر ہے، لہٰذا اس بارے میں اہل علم وفتویٰ کا فتویٰ معتبر ہو گا اور ان کی اطاعت واجب ہو گی۔ اہل فتویٰ کے لئے بھی ایسے معاملات میں ادب اور درست طرز عمل یہ ہے کہ انفرادی رائے نہ اپنائیں بلکہ باہمی تشاور و تبادلہ خیال سے اجتماعی موقف اختیار کر کے امت کے لئے راہ عمل متعین کریں۔

مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں: حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ کسی دوسرے امام کا قول اختیار کرنے کے لئے چند باتوں کا اطمینان کر لینا ضروری ہے، سب سے پہلے یہ کہ واقعتاً مسلمانوں کی اجتماعی ضرورت تحقق ہے یا نہیں، ایسا نہ ہو کہ محض تن آسانی کی بنیاد پر فیصلہ کر لیا جائے اور حضرت والد صاحبؒ کے نزدیک اس اطمینان کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی ایک مفتی خود درائی کے ساتھ یہ فیصلہ نہ کرے بلکہ دوسرے اہل فتویٰ حضرات سے مشورہ کرے، اگر وہ بھی متفق ہوں تو اتفاق رائے کے ساتھ ایسا فتویٰ دیا جائے۔(24)

---

22 Ibn ʻĀbidīn, al-Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʻalā al-Durr al-Mukhtār* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000 CE), 1:652.
23 Al-Nisā', 4:59.
24 Taqī ʻUthmānī, Muftī Muḥammad, *Al-Balāgh*, Muftī Aʻẓam Number, 381.

مولانا یوسف بنوری فرماتے ہیں: اگر مذہب حنفی میں واقعی دشواری اور امت محمد یہ واقعی تیسیر و تسہیل کی محتاج ہے اور اعذار بھی صحیح واقعی ہیں، محض وہمی و خیالی نہیں ہیں تو دوسرے مذہب پر عمل کرنے اور فتویٰ دینے کی گنجائش ہو گی اور ضرورت کس درجہ میں ہے اور ہے بھی یا نہیں؟ یہ صرف علماء اور فقہاء کی جماعت طے کرے گی۔(25)

خلاصہ بحث

حجیت عموم بلویٰ فقہ اسلامی کا ایک اہم اصول ہے جو شریعت کی لچک اور اس کی ہر دور میں عملی تنفیذ کی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اصول عمومی ضرورت یا مشقت کی صورت میں شرعی احکام میں تخفیف کی اجازت دیتا ہے، بشرطیکہ یہ تخفیف شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو۔ قرآنی آیات، احادیث اور فقہی آراء سے واضح ہوتا ہے کہ عموم بلویٰ کے تحت تخفیف کے لیے مخصوص شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے، جیسے کہ ضرورت کا عمومی ہونا اور مجتہدین کی رہنمائی۔ یہ اصول شریعت کی ابدیت اور اس کی معاشرتی تقاضوں سے مطابقت کو یقینی بناتا ہے۔

نتائج و سفارشات

* فقہی تحقیق کا فروغ: عموم بلویٰ سے متعلق عصری مسائل کے حل کے لیے فقہی تحقیق کو فروغ دیا جائے۔
* مجتہدین کی تربیت: جدید تقاضوں کے مطابق مجتہدین کی تربیت کے لیے خصوصی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے۔
* عصری مسائل کی نشاندہی: معاشرتی تبدیلیوں کے پیش نظر عمومی ضرورت کے مسائل کی نشاندہی کے لیے منظم مطالعہ کیا جائے۔
* شرعی حدود کی پاسداری: عموم بلویٰ کے اطلاق میں شریعت کے بنیادی اصولوں کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔
* عوامی شعور کی بیداری: عموم بلویٰ کے شرعی جواز اور اس کے اطلاق کے بارے میں عوام میں شعور اجاگر کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Baqara, 2:185.
* Al-Nisā’, 4:28.
* Al-Baqara, 2:286.
* Al-Mā’ida, 5:2.
* Al-Baqara, 2:187.
* Al-Anfāl, 8:65–66.
* Al-Baqara, 2:186.
* Al-Ṭalāq, 65:6.
* Al-Baqara, 2:173.
* Al-Tirmidhī, Abū ‘Īsā, Imām, *Al-Sunan*, Kitāb al-Ṭahāra, Bāb mā jā’a fī Su’r al-Hirra (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, n.d.), Ḥadīth No: 92.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, Imām, *Al-Ṣaḥīḥ al-Jāmi‘*, Kitāb al-Wuḍū’ (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, n.d.), Ḥadīth No: 174.
* Ibn Abī Shayba, *Al-Muṣannaf*, Kitāb al-Ṭahāra, Bāb man qāla al-Mā’ Ṭahūr lā yunjisuhu shay’ (n.p.: n.p., n.d.), Ḥadīth No: 1516.
* Al-Sarakhsī, Shams al-Dīn Abū Bakr Muḥammad, Imām, *Al-Mabsūṭ* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2001 CE).

[25] Banūrī, Muḥammad Yūsuf, *‘Aṣr Ḥāḍir ke Jadīd Masā’il aur un kā Ḥall*, Baṣā’ir wa ‘Ibar (n.p.: Bināyat, n.d.), 1:479.

- Al-Ḥamūdī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Ghamz ‘Uyūn al-Baṣā’ir* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1st ed., 1985 CE), under al-Qā‘ida al-Rābi‘a: Al-Mashqqa Tajlib al-Taysīr, 271.
- Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ‘Abd al-Wāḥid, *Fatḥ al-Qadīr* (Bayrūt: Dār al-Fikr, n.d.), 189.
- Ibn ‘Ābidīn, al-Shāmī, *Sharḥ ‘Uqūd Rasm al-Muftī* (Karāchī: Maktaba al-Bushrā, n.d.), 14.
- Al-Sahālawī, Muḥammad ibn Nizām al-Dīn, ‘Allāma, *Fawātiḥ al-Raḥmūt bi-Sharḥ Muslim al-Thubūt* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, n.d.), 2:232.
- Al-Subkī, Tāj al-Dīn ‘Abd al-Wahhāb, *Al-Ashbāh wa al-Naẓā’ir* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1991 CE), 1:154.
- Al-Subkī, Tāj al-Dīn ‘Abd al-Wahhāb, *Al-Ashbāh wa al-Naẓā’ir*, 1:154.
- Ibn Amīr al-Ḥājj, *Al-Taqrīr wa al-Taḥrīr* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1996 CE), 2:271.
- Al-Zuḥaylī, Wahba, Dr., *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu* (Dimashq: Dār al-Fikr, n.d.), 4:158.
- Ibn ‘Ābidīn, al-Shāmī, *Radd al-Muḥtār ‘alā al-Durr al-Mukhtār* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000 CE), 1:652.
- Al-Nisā’, 4:59.
- Taqī ‘Uthmānī, Muftī Muḥammad, *Al-Balāgh*, Muftī A‘ẓam Number, 381.
- Banūrī, Muḥammad Yūsuf, *‘Aṣr Ḥāḍir ke Jadīd Masā’il aur un kā Ḥall*, Baṣā’ir wa ‘Ibar (n.p.: Bināyat, n.d.), 1:479.